منصب کے فرائض کی ادائیگی میں امانت داری کے تقاضے

Factors of Honesty in performing Duties

عبادالرحمان[i] محمد ظہور[ii]

Abstract

The prevalence of tribal system in old ages was a common practice to solve the communal and individual problems of human population in a well-organized form. Under this system their disputes were solved and their needs were fulfilled and thus order, peace and tranquility were ensured. Slowly and gradually when governments came into being, posts and positions got created according to the needs of the law and order accordingly so that orders may be kept. In the beginning of Islam although tribal system was common in Arabs only, there were other ruling systems in the rest of the world usually based on power mechanisms. The Holy Prophet established the first Islamic state in Madina. He bestowed upon His companions different positions and responsibilities from time to time according to their wisdom and knowledge, and if anyone would make some mistake in performing his duties, the Prophet would rectify that. Then the rightly guided Caliphs of the Holy Prophet in their time set the rules and regulations for government bodies and functionaries regarding their duties. An attempt has been made to review. Those rules and regulations in this paper which may help to clarify the rights and responsibilities of rulers and administrators of the state. Moreover, the status of those gifts may be clarified which are forwarded to the state's responsible people while they remain on their administrative positions. It is hoped that this article would be helpful in abolishing corruption

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، زرعی یونیورسٹی، پشاور

ii ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

from our society if we get acquaintance about the teachings and principles of Islam.

انسانی آبادی کی اجتماعی اور انفرادی مسائل کو منظم اور مربوط رکھنے کے کے لئے پرانے زمانے میں قبائلی نظام تھا، جس کے تحت باہم انفرادی اور اجتماعی خصومات اور تنازعات کے فیصلے ہوتے، قومی ضروریات کی منصوبہ بندی ہوتی اور نظم وضبط کو قائم رکھا جاتا۔ رفتہ رفتہ جب حکومتیں قائم ہوئیں، تو ملکی نظم ونسق چلانے کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے عہدے اور مناصب تخلیق کئے گئے۔ اسلام سے پہلے اگرچہ عربوں کا نظام قبائلی تھا، لیکن دیگر دنیا میں باقاعدہ حکومتیں قائم تھیں، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی حکومت قائم کی، اور وقتاً فوقتاً صحابہ کرام کو مناصب تفویض فرماتے، اور اگر ذمہ داری کی ادائیگی میں کسی سے کوئی کمی ہوتی، تو آپ ﷺ اس کی اصلاح فرماتے، پھر خلفاء راشدین نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے عمال کے لئے ضابطے اور اصول مقرر کئے۔ اس مقالے میں ان اصول اور ضوابط کا اعادہ کیا گیا ہے، جس کے ذریعے مملکت کے بااختیار لوگوں کی ذمہ داریوں اور حقوق کی تعین کے ساتھ عہدے کی وجہ سے ملنے والے عطایا (Gifts) کی شرعی حیثیت واضح کی گئی ہے، امید ہے کہ یہ مقالہ منصب کی بنیاد پر حرام خوری (Corruption) کی روک تھام میں مددگار ثابت ہوگا۔

عہدہ اور منصب

عہدہ، منصب اور ذمہ داری ایک امانت ہے اور اس کی پوری ادائیگی ہی امن اور منظم تر زندگی کا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت نے ہر انسان کو اپنے مقام اور دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے، اپنے فرائض کو پورے طور پر سرانجام دینے کا حکم دیا ہے۔

ان فرائض میں (1) صلاحیتوں کا صحیح استعمال (2) عہدہ کی سپردگی میں اہلیت کے ساتھ ساتھ دیانت داری کا خیال رکھنا (3) ماتحت اور کمزور لوگوں کے ساتھ احسان اور اچھائی کا برتاؤ کرنا، اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا (4) ان دستیاب صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس میں اور مزید صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ان کی رہنمائی اور تربیت کرنا (5) اپنے دائرہ کار اور اختیارات کا صحیح استعمال کرتے ہوئے مشترکہ اور قومی اثاثوں کا تحفظ کرکے ضائع ہونے سے بچانا (6) کسی بھی وقت ماتحتوں کی نگرانی سے غافل نہ ہونا۔

حاکم اور محکوم کی حیثیت

اسلام کی نظر میں حاکم اور محکوم کی حیثیت اللہ تعالی کے نزدیک برابر ہے، برتری کا معیار خوف خدا ہے، البتہ دین اسلام ہر ایک کی بھلائی چاہتا ہے، جیساکہ تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدين النصيحة قيل لمن يا رسول الله قال الله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم[1].

"دین نصیحت ہے اللہ تعالی کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لئے۔"

اسلامی نظام میں حکام اور رعایا دونوں زندگی کے ہر شعبہ سیاسی، سماجی، معاشرتی، ذاتی اور اجتماعی میں، اللہ تعالی کے حکم ماننے کے پابند ہوں گے، زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالی نے بنی آدمؑ کو زندگی کا ساز گار ماحول اور اصول وضوابط عطا کئے ہیں، اور ان اصولوں کے تحت سب انسانوں کو زندگی گزارنے کا پابند ٹھہرا یا ہے، کہ ہر آدمی خود جیئے اور دوسروں کو جینے دیں، خود جینا اور دوسروں کو جینے دے، زندگی کو ترتیب و ترکیب دیتا ہے ان ہر دونوں اجزاء میں سے اگر ایک جزو بھی مفقود ہو تو زندگی کا سلسلہ ٹوٹنے لگتا ہے، جینے دینے کا مفہوم یہ ہے کہ دوسرے انسان کی راہ میں رکاوٹیں دور کر کے زندہ رہنے میں اس کی مدد کی جائے، کیونکہ مسلمان سب کے سب ایک جسم کے اعضاء کی مانند ہیں، ایک دوسرے کے بغیر ان کا زندگی بسر کرنا دشوار ہے، جینے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، انہیں حقوق اور جینے دینے کے لئے جو ذمہ داریاں ہوتی ہیں، انہیں فرائض کہتے ہیں، دنیا میں ہر ایک انسان کے کچھ حقوق اور فرائض ہوتے ہیں، ایسا ہو نہیں سکتا کہ کسی کے ذمہ فرائض ہوں اور حقوق نہ ہو یا جن کے حقوق ہوں اور فرائض نہ ہوں۔

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے:

كلكم راع و كلكم مسؤول عن رعيته الامام راع و مسؤول عن رعيته والرجل راع في أهله ومسؤول عن رعيته والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها والخادم راعي في مال سيده و مسؤول عن رعيته[2].

"تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم وقت ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، مرد اپنے خاندان کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار ہے، جس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ اس حدیث میں ہر انسان کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ ہر ایک سے قیامت کے دن اس کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالی کے ہاں جواب طلبی ہوگی۔"

انصاف دار حاکم، منتظم اور ملازم قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا

رعایا، ماتحتوں اور متعلقین کے ساتھ انصاف کرنے والے کے بارے میں ابوہریرہؓ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے (جن میں سے ایک) انصاف دار حاکم بھی ہوگا[3] عیاضؓ بن حمار مجاشعی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والے تین (قسم کے لوگ) ہیں انصاف دار حاکم، وہ انسان جس کا دل رشتہ دار اور مسلمان کے لئے نرم ہو اور پاکباز وخوددار اہل وعیال والا[4]۔

ان روایات میں انصاف دار حاکم کے زمرے میں ہر وہ شخص شامل ہے جو کسی بھی صورت میں کچھ لوگوں کی سرپرستی کر رہا ہو، اگر وہ اپنے ماتحتوں کے انصاف کا معاملہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اسے عرش کے سایہ میں جگہ ملنے کا وعدہ ہے۔

عہدہ ایک امانت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کے ہاں جواب دینا ہوگا

عہدے کے بارے میں جواب دہی کے سلسلے میں ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> انها امانة وانها يوم القيامة خزى وندامة،الا من اخذها بحقها، وادى الذى عليه فيها[5].

> "یہ (عہدہ) ایک امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور پچھتاوے کا سبب ہوگا، مگر جس نے اسے حق کے ذریعہ صحیح طریقے سے حاصل کیا اور اس عہدے کی وجہ سے جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اسے ادا کیا۔"

اس حدیث میں اہم بات یہ ہے، کہ عہدہ کے حصول کے لئے بھی شرط لگائی ہے، کہ وہ جائز طریقے سے حاصل کرے اور پھر اپنی ذمہ داری بھی اچھے طریقے سے ادا کی جائے، ورنہ بصورت دیگر یہ عہدہ قیامت کے دن رسوائی اور پچھتاوے کا سبب بنے گا۔

عہدہ اور امانت کے لئے حقدار اور باصلاحیت انسان کی تعیناتی ضروری ہے

عہدہ اور منصب ایک امانت ہوتی ہے، اس لئے یہ امانت اہلیت کی بنیاد پر کسی کو سپرد کرنا بہت ضروری ہے، اور اگر کسی نااہل انسان کو یہ سونپا گیا تو مطلوبہ مقاصد پورے نہیں ہونگے، جس کا گناہ منتخب کرنے والے کے ذمہ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

> إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا[6]

"اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اس کے اہل شخص کو حوالہ کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، بے شک اللہ تم کو بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔"

تفسیر زادلمسیر میں اس آیت کے تحت فتح مکہ کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عثمان بن اَبی طلحہؓ کو بلایا اور اس سے بیت اللہ شریف کی چابی لے کر اندر داخل ہوئے نماز پڑھی اور واپس نکل کر چابی دوبارہ عثمان بن اَبی طلحہ کے حوالے کی[7]۔

امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنوشیبہ سے کعبہ کی چابیاں لے لیں تو عباسؓ نے درخواست کی کہ کعبہ کی چابیاں انہیں دی جائے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں یہ حکم تھا کہ چابیاں بنوشیبہ کو دی جائیں، اس سے یہ ثابت ہوئی کہ ہر صاحب منصب پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کے امور اس شخص کے سپرد کرے جو ان کے لئے زیادہ بہتر ہو[8]۔

نااہل کو منصب سپرد کرنا خیانت ہے

کسی بھی منصب کی سپردگی کے لئے اہل شخص تلاش کرنا ذمہ دار شخص کا فرض بنتا ہے، مگر غفلت یا کسی دوسرے مفاد کی وجہ سے اگر عہدہ نااہل شخص کو دیا گیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ خیانت ہوگی اور اس کی ذمہ داری سپرد کرنے والے پر آئیگی، حدیث میں ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله من استعملناه على عمل وفى تلك العصابة من هوارضى الله منه فقد خان الله ورسوله وخان المؤمنين[9]. "ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص کو کوئی منصب سپرد کیا اور ان لوگوں میں اس سے زیادہ مستحق شخص موجود تھا تو اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔"

ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک دیہاتی نے قیامت کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا ضيعت الا مانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة[10].

"جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کر، (دیہاتی نے پوچھا) اس کا ضائع ہونا کیسے ہوگا؟ فرمایا: جب نااہل کو منصب سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کر۔"

ماتحتوں کے ساتھ خیانت کرنے والے پر جنت حرام ہو گی

جب کسی شخص کو کوئی منصب تفویض کیا جائے، تو اس کو چاہئے کہ اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق امانت داری کے ساتھ ذمہ داری پوری کرے، لیکن اگر ذمہ داری میں کوتاہی کرتا ہے، اور اپنے فرائض سے غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے، یا کوئی دوسری قسم کی خیانت کر رہا ہے، تو ایسے شخص پر جنت حرام ہو گی، جیسا کہ معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[11].

"جب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ رعایا عطا فرماویں، اور اسے ایسی حالت میں موت آئے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہو رہا ہو، تو اللہ تعالی اس پر جنت حرام کر دے گا۔"

قومی اور اداراتی اثاثوں میں خیانت کرنے والا قیامت کے دن خیانت کے ساتھ حاضر ہو گا

خیانت کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، لیکن صاحب منصب کے لئے قومی املاک میں خیانت کرنا، اس وجہ سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ، اس شخص کو تو اس کی حفاظت کے لئے متعین کیا گیا تھا، حدیث میں ہے: عدی بن عمیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہوئے ہے:

من استعملناه على عمل فكتمنا مخيطا فما فوقه كان غلولا جاء به يوم القيامة[12].

"جسے ہم کوئی کام حوالہ کرے، پھر اس نے ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز چھپائی تو وہ خیانت ہے جس کے ساتھ وہ قیامت کے دن حاضر ہو گا۔"

معاوضہ پورا لیکر فرائض میں کوتاہی گناہ کبیرہ ہے

سورۃ مطفّفین میں ان لوگوں کے لئے شدید وعید آئی ہے جو اپنے حقوق تو پورا لیتے ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں کمی و کوتاہی کرتے ہیں[13]۔

ملازمین کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کا معاملہ کیا جائے

ملازمین کے ساتھ انصاف اور احسان کا معاملہ کرنا چاہئے، جیسا کہ ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا کوئی خادم تمہارے لئے کھانا تیار کرکے لائے اور تو اس کو اپنے ساتھ بٹھانا نہیں چاہتے ہو تو پھر اس خوراک سے ایک دو نوالہ اسے دیدے کیونکہ اس نے اس کی گرمی اور تکلیف برداشت کی ہے[14]۔

ابوذرؓ نے کسی ملازم کو سخت سست کہہ دیا آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا:

هم اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن جعل اخاه تحت يده فليطعمه مما يأكل و ليلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل ما يغلب فا ن كلفه ما يغلبه فليعنه عليه[15].

"تمہارے بھائیوں کو اللہ تعالی نے تمہارا ماتحت بنا دیا ہے، تو اللہ تعالی نے جس کسی کا کوئی ماتحت بنایا ہو تو اسے وہ کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اور اسے وہ پہنائے جو وہ خود پہنتا ہو اور اسے کسی ایسے کام پر مجبور نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو، اگر خوامخواہ اس سے کوئی ایسا کام کروانا ہو جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو پھر اس کے ساتھ اس کام میں مدد کرے۔"

عہدے کے سبب ملنے والے ہدیئے اور تحائف رشوت کے زمرہ میں آتے ہیں

بعض لوگ اپنے ناجائز کام نکالنے کے لئے حکام اور رعایا کو تحفے اور ہدیے دیتے ہیں اسلام نے اسے ممنوع قرار دیا ہے، سورۃ بقرۃ میں ارشاد ہے:

وَلا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقاً مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[16]

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاو اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔ اس آیت میں ناجائز طریقے سے مال کمانے سے منع کیا گیا ہے، جس کے ذیل میں کمائی کے ہر قسم کے ناجائز طریقے آتے ہیں، اور خصوصا اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ صاحب اختیار کو کوئی مال و دولت دے کر اس کے ذریعے کسی کا حق مارا جائے۔ اور عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے:

لعن رسول الله الراشی والمرتشی[17].

رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے رشوت لینے والے اور دینے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عامل کو ملنے والے ہدیوں کے بارے آپ ﷺ نے خود تصریح فرما کر اسے ناپسندیدہ اور ممنوع قرار دیا ہے، ابو حمید الساعدیؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کا ایک آدمی جسے ابن الاتبیہ کہا جاتا تھا کو صدقات کے حصول کے لئے عامل مقرر کیا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ (مال) تمھارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر ملا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَفَلاَ قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ، فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لاَ؟ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: " أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ العَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ، فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ: هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلاَ قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ: هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لاَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ

لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ[18].

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھتے کہ تجھے ہدیہ دیا جاتا یا نہیں، پھر آپ ﷺ عشاء کے وقت کھڑے ہو کر اللہ کے حمد وثنا کے بعد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ ہم کسی کو کوئی ذمہ داری سونپ دیتے ہیں، پھر واپس آکر کہتا ہے: یہ تمھارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر ملا ہے، یہ شخص اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھتا اور دیکھتا کہ اس کو ہدیہ دیا جاتا یا نہیں ،قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آپ میں سے جو کوئی کسی چیز کو ناجائز لیتا ہے، تو قیامت کے دن اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر لے آئے گا، اگر وہ کوئی اونٹ ہے تو وہ چیخے گا، یا گائے ہے تو وہ آوازیں نکالے گی، یا بکری ہے تو وہ بیں بیں کی آوازیں نکالے گی۔"

عہدے کی وجہ سے ہدیہ کے بارے میں عمر بن عبد العزیزؒ کا طرز عمل

عمر بن عبد العزیزؒ کو ایک دفعہ کسی نے پھل بھیجے آپ نے قبول کرنے سے انکار کیا، تو اس شخص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہدیہ قبول کرتے تھے آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ ہدیہ ہوتا لیکن ہمارے لئے یہ رشوت ہوتی ہے[19]، کیونکہ اس کے ذریعے سے تم ہم سے اپنا کام نکلوانا چاہتے ہیں۔

نجاشی کا طرز عمل

مسلمانوں نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو قریش کے لوگوں نے نجاشی کو تحائف پیش کیے اور کہنے لگے کہ ہمارے لوگ آپ کے پاس آئے ہیں جنہوں نے اپنے آبا و اجداد کے دین کو چھوڑا ہے، نجاشی نے مسلمانوں کی بات سن لی حقیقت معلوم ہونے پر قریشی لوگوں کو ان کے تحائف واپس کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

فَوَاللهِ مَا أَخَذَ اللهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عليَّ مُلْكِي، فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيْه[20].

"اللہ کی قسم جب اللہ تعالی نے مجھے بادشاہی دی تو مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی، تو پھر میں کیوں رشوت لوں گا۔"

عہدہ اور ذمہ داری کے لئے مقرر شدہ معاوضہ کے علاوہ کسی سے کمیشن کے طور پر کچھ لینا ناجائز ہے

مقرر شدہ معاوضہ کے علاوہ کمیشن وغیرہ لینا خیانت ہے، بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا، فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ[21].

"جس کسی کو ہم کوئی ذمہ داری سپرد کردیں اور اس کے لئے معاوضہ مقرر کردے پھر وہ اس کے بعد بھی کوئی چیز لے تو یہ خیانت ہے۔"

کسی کا احترام اس کے شر سے بچاؤ کی وجہ سے صاحب احترام کے لئے بدبختی کی علامت ہے

اسلام بڑوں اور اہل مناصب کے احترام کی تاکید کرتا ہے، لیکن یہ احترام آزادانہ ماحول میں ہونی چاہیے، اگر اس میں دباؤ کا عنصر شامل ہو جائے تو یہ پھر صاحب منصب کے لیئے نیک شگون نہیں، حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أَفْلَحَ مَنْ لَمْ يُكْرِمْهُ النَّاسُ إِلَّا مَخَافَةَ شَرِّهِ[22].

"عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب نہیں ہو سکتا وہ شخص جس کا احترام اس کے شر سے محفوظ رہنے کی بنیاد پر کی جاتی ہو۔"

قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے، آدمی کا احترام اس کی شر سے بچنے کی وجہ سے کیا جائے گا[23]۔

ڈیوٹی کی ادائیگی پر کسی سے تعظیم اور شکریے کا توقع دل میں رکھنا باعث گناہ ہے

مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ کوئی بھی کام کرتا ہے تو اس میں اللہ تعالی کی رضامندی مد نظر ہو، انہی امور میں سے ڈیوٹی کی ادائیگی بھی ہے، کچھ لوگ تو وہ ہیں جو تنخواہ کے باوجود اس طرح کے امور کی انجام دہی پر باقاعدہ طور پر متعلقہ افراد سے رشوت لیتے ہیں، اور کچھ لوگ رشوت سے اپنے آپ کو تو بچاتے ہیں، لیکن ان کی خواہش ہوتی ہے، کہ صاحب حاجت اسے خود کام کا کہدے، اور اس کے شکر گزار بنے، بلکہ بعض اوقات اس کے لئے ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ وہ حاضر ہو کر اسے کام کرنے کی کی یاددہانی کرے، اس شخص کے بارے میں معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من سره أن يتمثل له الرجال قياما فليتبوا مقعده من النار[24].

"جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے رہیں اسے چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

اپنی تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میری عزت اور مدارت کرتے رہے۔ یہ بات اس کو بھی شامل ہے کہ کوئی شخص اس کوشش میں ہو کہ لوگ اس کے محتاج رہیں اور ہر وقت اس کے رحم و کرم پر ہو جیسے کہ بعض اداروں میں ایسا ہوتا ہے۔

ملازم کے انتخاب کے وقت فنی صلاحیتوں کے ساتھ دین داری کا بھی لحاظ رکھا جائے

جس انسان کے دل میں اللہ تعالی کا خوف ہو وہی انسان بہتر طریقے سے اپنے فرائض ادا کرے گا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خوف اسے ہر وقت احساس ذمہ داری دلائے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے عمال (سرکاری عہدہ دار) کے نام ایک خط میں لکھا تھا تمہارے کاموں میں سے سب سے اہم کام میرے نزدیک نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی اور دوسروں سے حفاظت کروائی، تو اس نے دین کی حفاظت کی، اور جس نے اسے ضائع کیا تو وہ اس کے علاوہ امور کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا[25]۔

اپنی ذمہ داری کی ادائیگی فرائض منصبی کے ساتھ صدقہ بھی ہے

امانت داری اور دیانت کے ساتھ خدمت خلق کا جذبہ لیکر ڈیوٹی کی ادائیگی، حلال کمائی کے ساتھ انسان کے کے لئے صدقہ بھی بنتا ہے، ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الخازن المسلم الذی یعطی ما امربه کاملا مؤفرا طیبا به نفسه فیدفعه الی الذی امرله به أحد المتصدیقین[26].

"وہ مسلمان خزانچی جو پورا پورا دل کی خوشی سے وہ مال (حق) ادا کرے جس کے کسی کو دینے کا اسے حکم ہوا ہے تو وہ (دینے والا) بھی ایک صدقہ کرنے والا ہے۔"

یہ حدیث ہمیں بتا رہی ہے کہ ملازم اگر بخوشی ڈیوٹی کی ادا کرتا ہے، تو اس پر اسے ثواب بھی ملتا ہے۔

مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء[27].

"(اللہ کی مخلوق پر) رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔"

حضرت انسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الخلق عیال الله فأحب الخلق من أحسن الی عیاله[28].

"مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبہ (مخلوق) سے احسان کرے۔"

کسی کا حق روکنا گناہ ہے

اجرت اور دیگر مراعات جو اداروں کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں، کاروائی کے کے لئے بعض ذمہ داروں اور کارندوں سے گزرتے ہیں، بعض اوقات بغیر کسی وجہ کے وہاں روک لئے جاتے، اس طرح کے شخص اس حدیث کے زمرہ میں آتا ہے، ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ

تعالی فرماتا ہے: کہ میں تین قسم کے لوگوں کے ساتھ قیامت کے روز جھگڑا کرونگا ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر کسی سے وعدہ کیا، اور پھر اس نے وہ پورا نہیں کیا، دوسرا وہ شخص جس نے آزاد انسان کو بیچا اور اس رقم کو کھایا، اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا، پھر اس سے کام پورا لیا اور مزدوری اس سے روک لی[29]۔

مزدور کی مزدوری جلد ادا کی جائے

مزدور کی مزدوری جلد از جلد ادا کی جائے: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے ادا کیا کرو[30]۔

کسی کے حق کی ادائیگی میں رکاوٹ بننا ظلم ہے

جب کس کا حق کسی سے وابستہ ہو جائے اور سپردگی میں کوئی خاص وجہ نہ ہو اس کے باوجود حقدار سے اس کا حق روکا جائے، تو یہ ظلم ہے، ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مطل الغنی ظلم مالدار آدمی کا (حق کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے[31]۔

ملازمین میں سے کسی کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے اس کا موقف سننا

انسانی فطرت میں ایک دوسرے سے سبقت اور مقابلہ ودیعت کی گئی ہے، لیکن بعض اوقات یہ غلط شکل اختیار کرتا ہے اور ناجائز طریقے سے کسی کے خلاف مہم چلایا جاتا ہے اگر حاکم وقت یا افسر بالا ایسی حالت میں کسی کے خلاف بغیر تحقیق یا نامکمل تحقیق کر کے کارروائی کرتا ہے، تو اس سے دو قسم کے نقصان پیدا ہوتے ہیں، ایک یہ کہ کسی مخلص کارندہ کے ساتھ ظلم ہوتا ہے، دوسری یہ کہ اس کے ہٹانے سے ادارہ ایک مخلص کارندے سے محروم ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں صحیح طور پر امور چلانے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[32]

"اے ایمان والوں! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق شخص خبر لیکر آئے تو اس کی خوب تحقیق کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ایک قوم کے خلاف ناسمجھی میں کوئی کارروائی کر گزرو اور بعد میں اپنے کئے ہوئے پر پچھتاو۔"

اس آیت میں کسی کے خلاف کارروائی سے پہلے خبر کی تحقیق کے بارے میں تاکید کی گئی ہے، اداروں میں اکثر اس طرح ہوتا ہے، کہ کسی کام کی نسبت کسی شخص کی طرف کی جاتی ہے، جس سے اس

شخص کا سرے سے تعلق ہی نہیں ہوتا، لیکن صاحب اختیار اس کے خلاف کاروائی کرتا ہے، جس کی وجہ اس شخص کی عزت مجروح ہوکر اس کی خدمات کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، اور بعض اوقات اسے ناکردہ جرم کی سزا ملتی ہے، حالانکہ اس طرح جھوٹی خبر کی بنیاد بعض اوقات بدنیتی پر مبنی ہوتی ہے۔

منصفین کی تین اقسام ہیں

اداروں میں ہر شخص کے ساتھ کسی نہ کسی کے کام اور حقوق کا واسطہ رہتا ہے، پھر وہ شخص ادارے اور ملازم کے درمیان منصف ہوتا ہے، بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: قَاضِيَانِ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ فِي الْجَنَّةِ، رَجُلٌ قَضَى بِغَيْرِ الْحَقِّ فَعَلِمَ ذَاكَ فَذَاكَ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ لَا يَعْلَمُ فَأَهْلَكَ حُقُوقَ النَّاسِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ قَضَى بِالْحَقِّ فَذَلِكَ فِي الْجَنَّةِ[33].
>
> "قاضیوں کی تین اقسام ہیں، جس میں سے دو جہنم میں ہونگے اور ایک جنت میں، جس شخص نے حق پہچانا اور فیصلہ اس کے خلاف کیا تو وہ جہنم میں ہوگا، اسی طرح وہ شخص جو فیصلہ کرنا نہیں جانتا ہو جس کی وجہ سے لوگوں کے مال کو ضائع کرے تو وہ بھی جہنم میں ہوگا، اور وہ شخص جس نے فیصلہ حق پر کیا تو وہ جنت میں ہوگا۔"

نتائج

امانت ایک وسیع معنی رکھتا ہے جو کہ تمام ذمہ داریوں کو شامل ہے۔ عہدے کی وجہ سے ہدیہ بھی رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔ فرائض کی ادائیگی پر اللہ تعالی کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔ رشتہ داری قائم رکھنا، لوگوں کے ساتھ بوجھ اٹھانا، کسی کو کام پر لگانا، مہمان نوازی اور حق کے کاموں میں مدد کرنا نبوی اوصاف میں سے ہے۔ خادم اور ماتحت کو بھائی سمجھ کر اس سے کام لینے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ عدالتی فیصلہ حقیقت میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا۔ نااہلی کے باوجود کوئی فیصلہ دینا جہنم کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ عدالتی اعتبار سے امیر اور غریب، مسلمان کافر، اپنا پرایا، رشتہ دار اور دور کا شخص برابر ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۵۵، دار احیاء التراث العربی بیروت، س۔ن

2 امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، کتاب الجمعۃ ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، –حدیث (۸۹۳)، س۔ن

3 صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس مجلسا فی المسجد ینتظر الصلاۃ، حدیث نمبر ۶۵۹

4 صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب الصفات التی، یعرف بھا فی الدنیا اہل الجنۃ، حدیث (۲۸۶۵)

5 صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، حدیث (۱۸۲)

6 سورۃ النساء۴: ۵۸

7 ابن الجوزی، عبد الرحمن بن علی، تفسیر زاد المسیر ۲: ۱۱۴، دار الکتاب العربی –بیروت، ۱۴۲۲ھ

8 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحکیم ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والراعیہ:۱۷، دار المعرفہ بیروت، س۔ن

9 امام حاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین ۴: ۱۰۴، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ

10 صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثہ، حدیث (۵۹)

11 صحیح مسلم، ج۳ص ۱۴۶۰، حدیث (۱۴۲)

12 صحیح بخاری، کتاب الامارۃ، باب ھدایا الامار، حدیث (۱۸۳۳)

13 سورۃ المطففین ۸۳: ۱

14 صحیح بخاری، کتاب الأطعمہ، باب الأکل مع الخادم، حدیث (۵۴۶۰)

ابو داود، سلیمان بن أشعث السجستانی، السنن، کتاب الادب ، باب فی حق المملوک ، حدیث (۵۱۵۸) المکتبۃ العصریۃ، صیدا–بیروت

16 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۸

17 سنن ابو داود، بیروت حدیث (۳۵۸۰)

18 صحیح بخاری، حدیث (۲۶۳۶)

19 الذہبی، أبو عبداللہ محمد بن أحمد، سیر اعلام النبلاء ۵: ۱۴۰، دار الحدیث -القاہرۃ، ۱۴۲۷ھ

20 ایضاً: ۲۳۶

21 سنن ابو داود، حدیث (۲۹۴۳)

22 ابن راہویہ، إسحاق بن ابراہیم المروزی، المسند، رقم ۵۵۳، مکتبۃ الإیمان -المدینۃ المنورۃ، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء

23 الترمذی، محمد بن عیسی، السنن، رقم ۲۲۱۰، مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی مصر، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

24 سنن ترمذی، حدیث(۲۷۵۵)

25 ابن ہمام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام، المصنف ا: ۵۳۶، حدیث(۲۰۳۸)، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۰۳ھ

26 صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اجر الخادم اذا تصدق بأمر صاحبہ، حدیث(۱۴۳۷)

27 سنن ابو داود، حدیث(۴۹۴۱)

28 بیہقی، شعب الایمان، حدیث(۷۰۴۸)

29 صحیح بخاری، کتاب البیوع، اثم من باع حرا فأکل ثمنہ، حدیث(۲۲۲۷)

30 سنن ابن ماجہ، حدیث(۲۴۴۳)

31 صحیح بخاری، کتاب الحوالات، باب اذا احال علی ملیی فلیس لہ رد، حدیث(۲۲۸۸)

32 سورۃ الحجرات ۴۹: ۶

33 سنن الترمذی، حدیث(۱۳۲۲)